

हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय  
इलाहाबाद

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

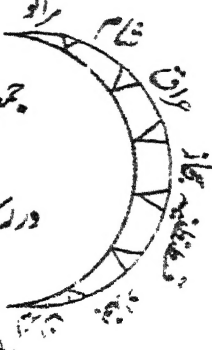
क्रम संख्या..... 52424 8-28

FORM OF RECEIPT



وَلَا تَقْنُصُوا وَلَا تَحْزِنُوا إِنَّكُمْ أَهْلُ حِلْيَةٍ لَّكُنَّ مِنْهَا

جمعہ گشت خاطر و شیرازہ کردہ ام  
در ششہ ہم جگر پاره پاره را



(یعنی)



یعنی

بسم اللہ علامہ چراکونی جناب مولانا کیفیت صاحب بی میرا علم کی فتح  
دکھنا نظر میں کا مجموعہ

اس کتاب حضرت مصنف علامہ باہتمام بزرگوار ذیل نام خاکسار کی تحریک پر

مطبع حکیم برکتم گورکھپور میں چھاپایا



وَلَا تَتَّبِعُوا الْاَعْيُنَ وَلَا تَتَّبِعُوا اْوْثَانَكُمْ الْاَعْيُنَ تَتَّبِعُوا اْوْثَانَكُمْ



THE HINDUSTANI ACADEMY.

Name of Book

پارہ کئی

Author

مولانا

Publisher

دکھن حکیم برک

Section No. 811-06/1

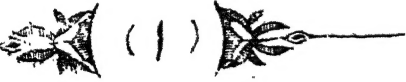
Library No. 623

Date of Receipt



در مطبع حکیم برک واقع کوہ پور مطبوع گردید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



آج کچھ خود داری وحشت کا سامان ہو گیا      نخت دل اشکون میں ملکر گل بدامان ہو گیا  
بچکیوں کا زور شمشیر دل جان ہو گیا      یعنی آخر مبتلا سے درد ہجران ہو گیا

نا اُمیدی کہتی ہو رنگ جہان کچھ بھی نہیں

دل بھی کہتا ہو کہ بان ایو مہرمان کچھ بھی نہیں

گلشن اسلام اتنا راج ہو برباد ہے      باغبان کا خلق نہ پر خیر صیاد ہے  
وحشیوں کی ہض ہو اد زشتہ فساد ہے      جوش ہو دیوانہ پن کا قید بے میعاد ہے  
مسلموں کی جانچ ناگاہ آنت آنتی

کیا یہ سچ ہی سب کتے ہیں قیامت آگئی؟

عسرتِ سفاک کا آب ماننا لئے لگا      ظلم جو پردے میں تھا وہ بڑا ہونے لگا  
کیا بتائیں تجھ سے ہم کیا ہے کیا ہوئے لگا      کان نے جب کوٹنا ابتک تھا ہونے لگا

سازنا آہ! ابتک بستہ مضراب ہے

طرزِ آس کی کہ سننے والا محو خواب ہے

بہرِ بزمِ منتشرِ عروجِ ترُم ہو گئی      آہ کی لیک بول ٹھٹی تھی مگر کم ہو گئی  
مستی و روشنی نہ زیب ساغرِ خم ہو گئی      جتنی آنکھوں میں تھی تہہ مر دم ہو گئی

ہم سکوتِ بھل کے متن کی تفسیر ہیں

مؤیدِ موبہرِ بادِی اُمید کو تصویر ہیں

کیا تہہ میں کون میں ہم بسمل پیدا ہیں      جو زبان تک بھی نہ گئے پائے فرادید ہیں  
جس کو دل تہہ سے بھولا بیٹھا ہے یاد ہیں      دشتِ گمنامی میں ہم چاروں طرف یاد ہیں

ماسوا کے ہمارے اور بھی دُونا م ہیں

ہم کو سب کہتے ہیں مسکرمند و شلام ہیں

مُسْتَنے آتے ہیں کہ تھا پہلا وطن اپنا حجاز وہ کہہ سکتے ہیں جسے سب قبلہ اہلِ نیا  
پنجگانہ ناب بھی جھکتے ہیں جدھر ہر نماز وہ کہہ جسکا آستانہ تھا کبھی سلطانِ نو

جو کہ تھا مخصوص توفیقِ الہی کے لیے

سُن ہے ہیں وقفے وہ بتا ہی کے لیے

برہنہ پا جس میں پرگشت کرنے تھے سولٰ نقش پا اتنا ہے جسکا خضرِ ہا بے عقول  
ایک تار کا ہی ہے جو گزر گا وِ بتولٰ بن گئی ہے خاک جس کی سُرْمہ لگی قبول

بات کہنے کی نہیں ہو دیکھنے کا حال ہے

دشمنوں کے پاؤں کے نیچے وہی پاں ہے

وہ حرم ہو جسکا گوشہ امنِ راحت کی دلیل وہ کہہ سہرزدہ جسکا رایتِ شرعِ خلیل  
یاد ہو ہم کو وہاں قصہ اصحابِ فیل اک اشارہ ہیں کیا تھا جنکو طائر نے بیل

دیکھتے ہیں اس جگہ اب سم دلوئی نہیں

لٹ ہی ہو نقد جان و پوچھتا کوئی نہیں

وہ زمین جو ہے راحتِ رسولِ پاک کی وہ جگہ جو خواگہ ہے سیدِ لولاک کی

پروہ دارِ شکِ غم ہو گرجے خاک کی وہ کہ جو مرہم بنی ہرزخمِ حسرتِ ناک کی

گرویشِ ایامِ دورانِ کس قدرِ بیک ہے

خاکِ درویشِ کدُ اس پر دشمنوں کی ناک ہے

اس سے بڑھ کر غمِ فرا افسانہ ہو بخدا دکا حال یہ پہونچا ہے اب ہنگامہ بیدار دکا

سر بھی کاٹا اور دل بھرنا نہیں جلا دکا ڈھونڈھتا پھرتا ہو مسکنِ مستی برباد دکا

فتنہ ہو بیدارِ شہدینِ تو راحت کیوں ملے

سونے والو! تلو سونے کی اجازت کیوں ملے

آہ! لے ایرانِ شانِ اولین کی یادگار تیرے دامن میں نہان ہر ایکِ شہر کی جا

تیری ہر منزل ہو یادِ آیتِ پروردگار تو نے کچھ سمجھا ہے رمزِ گردشِ لیلِ منام

جوشِ خود داری کی بیانی تری چٹون میں ہے

کیا کرے تو باگِ تیری اب کفِ دشمن میں ہے

وہ زیارت گاہِ رسمِ پاکبازی کیا ہوا؟ تخت گاہِ ذوالجلالِ بنی نانی کیا ہوا؟

وہ دُرِ تابانِ فرقِ امتیازی کیا ہوا؟ گو میرِ تاجِ صلاح الدینِ غازی کیا ہوا؟

میر تقی میر

بندِ آزاد

ایران

بیتِ انصاف

آہ! اے بیت المقدس تیری حسرت لیں

شمع جل کر بجھ گئی لیکن دھواں مٹل نہیں ہے

جو اٹھا رکھا تھا گردن نے زمانے کے لیے ابھی مخصوص ہر دل کے ستارے کے لیے

ایک ایک تنکے پٹنے تھے آستانے کے لیے آہی ہیں آنندھیان انکو اڑانے کے لیے

سارے دامن ایک اک کرتے ہوئے کم ہو گیا

اے کیا شیرازہ اُمید برہم ہو گیا

دشتِ پنا چھن گیا ہو غول اہو بھی گیا گل بھی رخصت ہو چکا ہو موجِ بوی بھی گیا

اندلس پہلے گیا تھا اب مرا کو بھی گیا چھوڑ کر تنہا ہمیں اے شام کیا تو بھی گیا

ضبطِ تیبائی کی اب تجھ کو خبر کچھ بھی نہیں

اشک آنکھوں میں ہوا پریش نظر کچھ بھی نہیں

اتنی ہمت بڑھ گئی ہو گردشِ ایام کی زمانہ بھی باقی نہ کھی کچھ خدا کے نام کی

کشتی تو حید ہے اور موجِ ہوا وہام کی صبح پر چھپائی ہوئی ہوا اُٹلت شام کی

اب کہاں وہ روشنی سلام کی مشعل میں ہے



چاند پورا ہے گرد و بار ابادل میں ہے

ختر کچھ نفس کو شکوہ صیبا دیکھا ؟ ہر نفس زنجیر ہے توقید کی میعاد کیا ؟

جان بے تابی کسی ہر کوشش فرایا کیا ؟ رگ کے ہم سے اب کر گیا خنجر جلا دیکھا ؟

رفتہ رفتہ ایک قطرہ بھی لہو باقی نہیں

بسل بیاب کا یعنی گلو باقی نہیں

چڑھ گیا ہر رنگ اپنی شکل تصویر کا آہ امٹ سکتا نہیں لکھا کبھی تقدیر کا

اب ٹپ سے بھی نہیں بھرتا ہر دل خنجر کا یعنی شکوہ ناروا ہر آہ بے تاثیر کا

پھونکے الاشمع کو گواہ آتش تنویر نے

منہ سے کیا نکلتے کہ کاٹی ہو زبان گلگیر نے

بلبلین آزاد ہیں اپنے نشیمن کیلے موجہ ہاے مجھے گل میں صبح گلشن کیلے

غیر غل میں کبھی گلچین کے دامن کیلے دیکھتے ہیں ہم ٹھکانا اپنے دشمن کیلے

یہ نیا انداز ہے ہم سے محبت کیلے

بجلیاں بیاب میں بارم خلافت کیلے

کچھ نے انداز سے یوں امتحان ہونے لگا      جوش خود داری الفت اُگھان ہونے لگا

شعاع تھا سو محبت اب بھوان ہونے لگا      دوستوں کا پاس نہ دشمنان ہونے لگا

بڑھ رہا ہو صفحہ ہستی پر نادانوں کا نام

مٹ رہا ہو آہ بیچائے مسلمانوں کا نام

وہ محمد خان فاتح بادشاہ ذی وقار      ہو گئی تھی فتح و نصرت جسکے قہر پرشار

جس کا ہر انداز تھا شانِ خدا کا پردہ دار      وہ کہ جس نے کر دیا رازِ حقیقت آشکار

آج پلے تخت اسکا ذلتوں کا باب ہے

وہ جو سوتا ہو تو فتنہ ہر طرف بیخواب ہے

باغِ مین ہر شخص نے پھولوں کا من بھر لیا      بچ رہے تھے جو کہ دامن سے اُہنیں بھر لیا

بے کھلے پنچون کو مٹھی میں کسی نے نہ بھر لیا      رفتہ رفتہ اس طرح سامانِ محفل کر لیا

پھول ایک سو کھایا ہوا تھا آشیانے کے لیے

جھکائے میں آنہ دھیان کو اٹھانے کے لیے

صبح و صلت جا چکی ہے اُنسی شامِ فراق      دو کر کیا ہو دم اگر تو ٹسے مریضِ اشتیاق

صد بار یاد دوشین ہو رہے ہیں دل شایق چھپ گیا ہو سکھ من تی کو یاد عارف؟

گود سے مشتاق کے یوں دھکے جاتے نہیں

ٹھوڑے دھتے ہیں چار سو لیکن تجھے پاتے نہیں

کون مانتا ہو، سنا لیں سکھو آسمان کا حال ہو گیا ہے گلشنِ اسلام نقشِ پامال

دل بھرا آتا ہے اپنا اور طبیعت بڑھال رہ گئی ہے آل عثمان سے یوں جبرائیل

اب بھی مسلم باہمی سے اترتے کیوں نہیں؟

اس لیے قتل ہوتے ہیں کہ مرتے کیوں نہیں؟

ہاں عرصہ جب کہ گرد شہائے سب و زکار کوئی کر سکتا نہیں اسکے شہیدان کا شمار

چار جانب لڑ رہی ہو خون گردن کی ٹھہا دامنِ بیدار گیتی ہو گیا ہے داغدار

دم بخود خاموش ہیں ہم بات کہنے کی نہیں

آستینِ محشر کی بھی بیدار رہنے کی نہیں

رہبرِ اہمجت باہر نہ رہن ہو گئے حرزِ جان جو بن گئے تھے طوقِ آہن ہو گئے

کہنے سننے میں کسی کے آگے بظن ہو گئے سب کہتے ہیں عرب کون کے دشمن ہو گئے

آسمانِ احق بود گر خونِ گریہ بر زمین

برزوال ملک سلطانِ امیر المومنین

آہ! یہ بچانگہ کیدی گل گلشنِ مین ہے؟      شکلِ محشر ہو اگر دوری رگِ گردنِ مین ہے؟  
کون سی بوارِ حالِ آج جاڑتِ مین ہے؟      فاصلہ کیا مونسِ غافل گوشہ دامنِ مین ہے؟

جسمِ گوہرِ مین مختلف صورت ہو پُر انون کی ایک

قید خانے مین جدا و شستے دیوانون کی ایک

آہ! لے بند و ستانِ غیرِ شہِ بزمِ جہان      لے شامِ جانِ عالمِ کھسبِ تلخِ جہان  
آرزو سے دشمنانِ بدے دوستان      دو رہتا ہو تھے گلشن سے کانٹوں کا نشان

ہر دامنِ تیری دلشین جانِ نواز

تیرا گوشہ گوشہِ غربت کے لیے مہمانِ نواز

سچ تو یہ ہو عیشِ بھکارنگ کی محفل ہو تو      اور سبِ قلمِ تن مین اور ان کا دل ہو تو  
کاروانِ رفتہ اُمید کی منزل ہے تو      ہو متاعِ ایشیا، یو پ کا بھی حاصل ہو تو

ساری دنیا کے لیے تیری زمینِ سراج ہو

شکستین اس میں فرات کو گھر ہر تاج ہو

آئین تیرخیلین پر دین تو میں بیشمار      آئین منگو لیں افغان ترکاں تار  
تو نے دیکھے اپنی آنکھوں سے ہزاروں تاج      نادرو اسکندر و احمد شہ عالی و فار

اس طرح سیلابِ الفت کا ادھر آیا کبھی؟

سچ بتا دیا تماشہ بھی نظر آیا کبھی؟

ہم آئین کیا شہ؟ کیا بتائیں میں کی تصویریں      شکوہ ہے دعا و آہ سبے تاثیر میں  
جس میں کہ مطلب ہے وہ حرفت و تحریر میں      جس کا کچھ نشہ نہ سمجھے کوئی وہ تقریر میں

زندگی کے قصہ صلی سے بالکل دور میں

کیا آئین ہم بہتہ نیچے میں مجبور میں

دل کے ٹکڑے ہر دم میں کہہ سکتے ہیں      پھٹکا ہے گو جسم ٹھنڈی سانس بھر سکتے ہیں

راہِ آرام و تسکین سے غم کے نہیں      بے اجازت غم کے دیا سے ابھر سکتے ہیں

اُس نے تجھے دیا میں ہم آزاد گامی کے لیے

ہو گئے انھیں غمِ غیر کی غلامی کے لیے

ان جہن میں ماعود ہم ہر فریاد کا  
ہر مل گلچین کا ہر حکم ہے صیاد کا  
سرہان کٹتا ہے یعنی بلبل نا شاد کا  
سازمین قانون کے ہنگامہ ہر بیدار کا

گر بھی خواہی سیان سوزناک آہنگ

مطرب شب ساز کن بانالہ من چنگ

جوش می نالہ کہ وہ تھل جوش باش  
ضبط میگوید لیل شعلہ خروش باش  
دل بخود پیچہ کہ غافل بخود و ہوش باش  
مصلحت بانگے نند بان اپنیہ درگوش باش

کشتی مسلم چین درکش اقتادہ است

ناخدا ہم بخیر در خواب خوش اقتادہ است

یون تو باغ ہند میں تھے غنچہ و گل بیشمار  
بخودی میں نغمہ زن تھے گوشے گوشے میں ہمارا  
ہم ہمراہ لیکر آئے تھے تازہ بہار  
لب تم خم خیز آنکھیں شل شبنم اشکبار

اب وہ آنسو تار دامن میں الجھ کر رہ گئے

تار دامن، خار گلشن میں الجھ کر رہ گئے

کیا قیامت ہے کہ کوئی اپنے قابو میں نہیں  
ایک دل پنا تھا وہ بھی آج پہلو میں نہیں

ضبط خود داری کا عالم چشم و ابرو میں نہیں جوشِ تمہت میں نہیں ہر ذریعہ میں نہیں

ہم جو چھپوے کے اپنے کاروان سے چھٹ گئے

آہ! منزل پر پہنچے اوبالکل اُس گئے

چل گئے جھونکے خزان کے صحن گلشن چھٹ گیا شاخ کی جنبش کی شدت سے نہیں چھپ گیا

عرشہ ہاتھو نہیں جہاں ہر کا دمن چھٹ گیا قوت پاگھٹ گئی اُس بت کا نین چھٹ گیا

سچ تو یہ ہے ہم مسلمان خاندان برباد ہیں

بلبل توحید میں اور آستان برباد ہیں

پہلے پرے پرے ہو گئے ہیں جببہ امان جکل تباہ امن آگیا چاک گریبان آجکل

جڑے یا ہوا اس طرح وحشت کا سامان جکل لے رہے ہیں ہر طرف فساد گریبان جکل

اب کوئی صوت نہیں ملت پتوں کے لیے

ہو گیا ہر تنگ صحرا آہستوں کے لیے

قید خانے کھل گئے تہذیبستان کے لیے بیرونِ طیارہ میں پائے اسیران لے لیے

اب نکل کھڑے ہوئے ہیں ہر زمان کے لیے واپس حلقہ دار کے حلق مسلمان کے لیے

ہو تر قلم خم، پاسے بت مغرور ہے

پنچھ سالہ حکومت ٹھوکر دن سے چوڑے

سونے والو اب تیرا ویکیسا خواب ہے موت کے پرے میں کیا پہنان تھا راغوا ہے؟

صبح محشر آگنی ہے اور بریا خواب ہے جاگتے اب بھی نہیں ہوج واہ چھا خواب ہے

نشہ مغفلت اب ہشیار ہو گے یا نہیں؟

سر پہ چوڑی تیرا بیدار ہو گے یا نہیں؟

چاہیے جنبش ثبوتِ زندگانی کے لیے دستِ پایں ہو طرے زرنہانی کے لیے

زندگی بھی نہیں ہو پیش فانی کے لیے کر ہو کچھ آج لطیف جاودانی کے لیے

سچ کہا تھا شمع سے پرٹانے نے یکل کی رات

انہی موتی ولكن انا فی موتی حیات

حسن بے پروا اگر ہر عشق بے پروا نہیں دھن لیب گل کا تنے حال کیا دکھیا نہیں؟

گلاب گل فرط خود داری سے کچھ گویا نہیں نالہ و فریاد سے طبل کا دل بھرتا نہیں

ہم تر تڑپتے جاؤں گے اسکو خیر ہو یا نہ ہو



نالہ کرتے جائیں کچھ بھی اثر ہو یا نہ ہو

آہ! ایسے چار گریز میں چارہ ساز و دلنوا  
آج کچھ ٹھٹھکتا نہیں ہر تیری خاموشی کا راز  
یا تو اب ہم میں نہیں اگلا سا وہ سو و گداز  
یا تجھے بھاتا نہیں ہر محفلِ مستان کا ساز

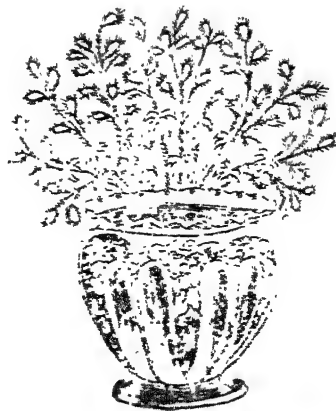
یا تجھے کچھ غم نہیں ہے مسلمِ ناکام کا

تو نے رشتہ توڑ ڈالا الفتِ اسلام کا

دیکھ بھکوا اور پھر طرزِ جفا کاری کو دیکھ !  
دوستوں کے صبر کو دشمن کی عیناری کو دیکھ !  
شیرِ ظلمِ جہم کو اپنی تماری کو دیکھ !  
ننگِ عربانی کو دیکھ اور شانِ امری کو دیکھ !

شوقِ دل کتاب ہے موقع مل گیا ہمار کا

نہ آگے کی غمی ہو لیکن جو تھے گلزار کا





(فلسفه ایسری و آزادی)



یکه بگفت زبیل به طنز تا باشی	مدام در قفس آرم مبتلا باشی
به زیستن چو کشتی ناز آب و دانه غایت	گمان ببر که گم از بلا جلد باشی
حد و دکنج قفس را اگر رواداری	پنهان بود که تو تا اهل ناز و اباشی
اگر به منت صیاد آشنا گشتی	حضور اهل وفا غیر آشنا باشی
اگر سوا بچمن رشته وفا بستی	به بیش لاله و گل مجسم نم باشی
اگر به ضبط به سازی و ترک ناله کنی	روا بداد چو در خجسته قضا باشی

آپش ز سوز محبت اگر بہ دل داری بہ نیم مالہ نفس سوزی و رہا باشی

چو بیم جان کسے را کہ پیچ درد دل نیست

رہائی از نفس ہر نرسہ شکل نیست

سنا جو بلبل بتیائے پھر ملک کے کہا ”کہ تو نے سامنے میسے کیسکا نام لیا ہے

از بندگی و رہائی کجا خبر داری؟ ندیدہ چو گے مرغ رشتہ بر پار

نہ کر تو ذرا سیری کالے ضمیر فروش ہے تجھ پر خندہ ز نلن حوصلہ اپنی کا

”کہ تو ہے قید میں لیکن تجھے خیال نہیں تو پلے بند ہے لیکن خبر نہیں اصلا

اسیر ز نیست ہو نادان ہر نفس تیرا

بنائے چند عناصر ہے یہ نفس تیرا

نہ تن کا ہوش نہ کچھ پاس آبرو تجھ کو آراے پھرتی ہو پھو لون کی جستجو تجھ کو

تو جس گل کو ملا تلمیہ خاک میں غلام تہم بہاد کہ بھایا ہے رنگ و بو تجھ کو

تلاش شوق میں دامن ترابر پرواز فضا سے حرص لڑاتی ہو چار سو تجھ کو

سوئے ذوق تماشا غریب پھو لون ہے وہ خصوصیت کی کہیز جو تجھ کو

تو محشوق ہوا ریش جہان کے لیے      خیال غیر پھرتا ہے کو بہ کو بھٹکو  
تو مست خواب تھے کچھ خبر نہیں اسکی      جھنجھوٹی ہے صبا گل کے لہو و بھٹکو  
ترا خیال بد و موج ہائے گونا گون      ہزار رنگ کی رہتی ہے آرزو بھٹکو

مثال موج ہوا تیسرا اعتبار نہیں

کہ ایک حال پچھلو کبھی قرار نہیں

کلی کلی پہ چلا دست تیغ زن تیرا      یہ فکر بھٹکو ہے بھر جائے پیرہن تیرا  
جنون ہوا ہوس میں تھے خیال کہاں      ہزار شکوہ کرے محفل چمن تیرا  
یڑھا ہوا دست تنہا تو رک نہیں سکتا      لہو ہوا کے ہاتھوں سے گو بدن تیرا  
و فو رطیش میں کلمہ باغمان کہتا تھا      کہ ”راہزن سے کبھی کم نہیں چلن تیرا“

مجھے قفس میں ملی شکل قید میعاد دی

ایسر عمر ہے تو مدعی آزاد دی

قفس میں لائی ہو گو جنبش زبان مجھکو      بحال کیا ہو کہ جو درے نغان مجھکو  
شعاع عارض کا خیال ہو دلسوز      میں خمیں ہوں چونک کرے روز شہان مجھکو

ہوئے خانہ ویران کی جوش انگیزی      جگر میں تیری ہی شائع آشیان مجھ کو  
 نشاطِ فصل بہاران کی یاد کیا کیسے      پیام موت کا دیتی ہیں ہچکیان مجھ کو  
 مین نہ گوہوں کو مجھ میں تازہ بیت کملن      کیا ہے جگر کی مدت نے نیجان مجھ کو  
 کچھ اس خیال سے بھی جوش مل بھلتا ہو      ملا ہو کچھ قفس، غم میں رازدان مجھ کو  
 جو ضبط سے بڑھتی ہو دل کی بنیابی      یہ آکے دیتا ہے کوئی تسلیان مجھ کو

خیال غیر کا بھی پائے بند رہتا ہے

ملا ہو دل تو مجھے درد مند رہتا ہے

بدن اسیر ہے آزاد ہے مال مرا      کہ میں قفس میں ہوں گلشن میں ہو خیال مرا  
 تو آنکھیں کھول مے جسم داغدار کو دیکھ      وفا کے رنگ میں دوا ہو بلال مرا  
 قنارہ میں ہو کسی رنگ میں ہو جو ہر کو      میں مٹا بھی جاؤں تو ہر شوق لار وال مرا  
 نشانِ خاک پہ لوشکی آکے بادِ سحر      بنیگا داغِ جبین، نقشِ پائمال مرا

کنون ترا بہ دل خود اگر نشانے نیست

برو! برو! کہ دگر فرصتِ بیلے نیست



زندہ جاوید



یہی  
راہ ملت کا ایک شہید

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ

عاشقے میگفت و خوش خوش میگرفت

جان بسیا ساید چو جانان قاتل است

(سجری ۲)



یون تو ہر قطرہ لہو بنیا و قصر تن بنا	خون ہے لیکن وہی جو فدیہ گردن بنا
اشک وہ موتی ہو جو آنکھوں میں تھم کر رہ گیا	خون نہیں ہو! لعل ہی جو دل میں جم کر رہ گیا
آنکھ ہو وہ آنکھ جس میں معرفت کا نور ہو	دل ہی دل ہو کہ جس میں مہر کا ناسور ہو
جس کا دعویٰ ہو کہ یہ زندگانی بے ثبات	اُس کے کہہ ”تو نے سمجھا ہی نہیں فریاد“

یاد کھو جس نے راہ حق میں اپنا سر دیا  
 حل اسی نے زندگانی کا معرہ کر دیا  
 ظلمتِ دشتِ اجل میں چشمہٴ خورشید ہے  
 اسکو ہر دائم بقا، وہ زندہ جاوید ہے  
 کھول کر چشمِ بصیرتِ ابد خلوت نشین  
 آادھر، دکھلاؤں تجھ کو طائرِ حُبتِ نشین  
 کشتہٴ تیغِ ستم ہے گویہ ظاہرِ خاک پر  
 دھوم بن کر ہے گرو دربانِ افلاک پر  
 اسکی بربادی خدا کے نور سے معمور ہے  
 اسکا ہر قطرہ لہو کا جلوہ گاہِ طور ہے

ہو سکو تلسکا کہ ہو شرح بیان صد کلیم

اسکی خاموشی پہ قرون ہر زبان صد کلیم

کہند موشی سے کہ دکھیں اس جگہ سو گداز  
 ایک جانب ناز ہو تو دوسری جانب نیاز  
 بیقراری سے وہاں حمت کا آغوش ہے  
 اس طرے نیچاک پر چلا ہوا خاموش ہے  
 بختِ خفہٴ جاگ اٹھے ہیں نیند کے انداز  
 مردہ زندہ ہوئے ہیں آنکھ کے اعجاز سے  
 گھر سے یہ جہدم چلا تھا جان دینے کے لیے  
 منفرت کے ساتھ جل آئی نخی لینے کے لیے  
 اسے جب شوقِ شہادت کا اشارہ پایا  
 جوں کھینچا قاتل کا خنجر دوڑ کر لپٹا لیا  
 اسکی جانبازی کے دم سے زندگی گھبرا گئی  
 بخود ہی شوقِ جب دکھی اجل شرمنا گئی

مژدہ خوش آمدی ہو جنت الفردوس میں      بین کھلی حوروں کی آنکھیں حسرت پاؤں میں  
 رحمت حق بتلائے شانِ عنالی ہوئی      طرزِ عریانی میں بھی کیا جامہ رانی ہوئی  
 چپکے چپکے کر لیا رضوان نے پڑا اہتمام      بہر استقبال آیا قدیموں کا اُردحام

دشت میں منظور تب پاس نگہبانی ہوا  
 رُوح کو خواہش پر اسکے حکمِ دریانی ہوا

تھی بدن میں ہر جہت تک نور سے معمور تھا      روح نکلی تھی یادِ دھڑلہ اور یہ سراپا نور تھا  
 نور سے ایمان کے جب یہ سراپا بن گیا      فرشِ خاکی ناز سے عرشِ مطہ بن گیا  
 کچھ مطالبتِ مہ گئے و انشس کی تفسیر میں      نور حق جلوہ فگن ہے خاک کی تصویر میں  
 قطرہ قطرہ خون کا لعلِ بدخشان بن گیا      خاک کا بھی ذرہ ذرہ نور افشان بن گیا  
 بیکساں رنگ میں اندازِ ستاروں کا ہو      اسکا چپ ہنسا دہک موز پر و انون کا ہو  
 دوزخ کو کون فہم کئے ہر اسکی تاب      چھپ نہیں سکتا کبھی نیچے زمین کے آفتاب  
 پڑہ پوشی کو ہو رحمت کی گھٹا چھائی ہوئی      بوسے لیتے ہیں ملکِ حیدر میں لچائی ہوئی  
 ناز سے کہتا ہے قطرہ چشمہ خورشید سے      دیکھ! یوں ملتے ہیں کٹ کر ہستی جاوید سے



روح کو کیا چاہیے اس ہی فانی کا آب سچے موتی پر بھی چڑھتا نہیں پانی کا آب

خون میں لٹھڑا ہے لیکن لعل لاہوت ہے

یعنی یا انگشتری خسلہ کا یا قوت ہے

ماہِ کامل نور افشان بیکسی کی شام پر شمع صدقے آپ ہی پروا دے اسلام پر

کہتے ہیں جوشِ سیاست آج کیوں دھوکا، کہہ دے ابداری کا محشر نظر خاموش ہے

بے غرض ہر انجمن کی شمع دو دواہ سے ٹوٹ گئے عرصہ صحرایں ہر اشد سے

پوچھتے کیا ہو سرو پا نور کی تصویر میں سرکٹا تو آگئی دو گنی جلا تصویر میں

بردشنی اس سے عطا ہوتی ہر مہر و ماہ کو دیکھ لیتے ہیں اسی سے عرش پر اشد کو

داغ الفت کے لیے عاشق کا سینا چٹا جلوہ گاہ طور ہے تو چشم بننا چاہیے

ہوش کے ہوتے بنے پوچھو کچھ مستی کا راز خاک ہو جاؤ تو بولائے تہمین ہستی کا راز

رشتہ تارِ نفس سے ہے یہ اصل حیات زندگی کے واسطے جینا نہیں کاحیات

کہہ رہی ہے بجائی سے تجلی طور کی اہل دل تصویر دیکھیں ہر مدہ منصور کی

اس کو کبھی گام ہی جو عاقل و فرزانہ ہو

وہ نیاز عشق تھا یہ ناز محسوس تھا نہ ہے

سچ کہ جس جہاں یوسفی کے کندہ دار	سچ بتا شوق زلیخا کے لیے صبر و قرار
کہ گئی تیغِ ستم کیا جھک کے تیرے کان میں	جان دینی فرق آیا کچھ نہ تیری شان میں
شوخیِ رنگِ شہادت تیری بھائی ہوئی	جان اترائی ہوئی ہو موت شرابی ہوئی
دیدہ العیوب کو جب صبرِ انوینی ملا	شوقِ دل کو کیفِ لطیفِ جلوہ خوبی ملا
چل کے محسوس تھم ہے دل کی ہمارے لیے	آئے ہیں یہ اپنی آنکھوں سے زیارت کے لیے
کیا نہیں کھلے ہیں لبِ بندشِ اسرار سے	ہاں! میں سمجھا بند ہیں شیریںِ گفتار سے
بے نیازی میں ترے تلوتلو طرح کے ناز میں	نیم باز آنکھیں نہیں سرمایہٴ اعجاز میں
خون کی ترشی بھی جب تجھ کو نہیں ہر ناگوار	نشہٴ جامِ شہادت کا کمان کوئی اتار
تجھ سے چھٹنے والا یوں ہی عمر بھر رہتا ہے	کیا خبر تجھ کو اگر تو حشر تک سوتا رہے

ہاں! میں سمجھا شعلہٴ دم ہے مسلمان! ہا

پر رُوِ قافوس میں چھپ چھپ کے بھی عریان! ہا

لوں مانتش و نگاہِ تیغِ اس تن پر نہیں      ضبط کے پتلے گر دل تیری چتون میں نہیں

یون بنائی شکل تیری ہستی جاوید میں      لعل کا جو ہر دیا آئینہ زخو رشید میں  
اس لباس عاشقی میں بھی وہی ساہ فریج      گویا تو نے پیچ سمجھا ساری دنیا کا دل و لاج  
کہہ رہی ہو خامشی رنگِ جہاں کچھ بھی نہیں      یہ میں کچھ بھی نہیں یہ آسمان کچھ بھی نہیں



سیکسی میں دلگدازِ خجور بیداد میں      ہاں اس لئے نقش و نگارِ خجور بیداد میں  
تجھ کو جب لیجا ئینگے جنت کی لذت کے لیے      کیا کہیں گے سچ بتا مروجہ امت کے لیے؟  
انہیا کا تجھ کو آئینکا نظر جھڑٹا ہاں      ہونگے سب کے پیچ میں شاہدِ شہ پتھر ان  
یا ادب کہنا کہ سلم وقفِ پیچ و تاب ہے      کشتیِ امت بہن موجِ گرداب ہے



میں نے سمجھا، قصہ یوسف کی کچھ تیرا ہے      خوابِ تھوڑے کیسے بیتیابِ تعمیر ہے

گاہے گاہے باز خوانِ این قصہ پارینہ را

تازہ خواہی دشتِ گداغیاں سینہ را



إِنَّمَا أُجِيبُ اللّٰهَ عَوْدَةً إِذَا دَعَانِ (قرآن عظیم)  
 ”اپنے اللہ سے ہے شکوے شکایات کی رات“



اِس کُشکُش کے اندر اغیار کی بَن آئی	پچھ پچھ میں یوسفانی کچھ تجھ میں کج ادائی
رخ سے اٹھائے پردہ اِو شانِ درباری	انکار حسنِ صورتِ اپنے سے ٹرے چلا ہو
شانِ خدا کمان ہو حیران ہو خدائی	نورِ دن کی گرو شوں نے بندن کو نہیں لایا
کانٹوں کی سرزمین میں ہم اور رہنمائی	غیرِ دن کی انجمن میں تو بس کونِ احت
تو نے جو ساتھ چھوٹے داغِ جبہ سائی	پچھ پچھ میں وہ مجھ آستانِ نشین کو
تو اور حد سے لکھے یوں بے آشنائی	غیرتِ یہ و متولین کی کس طرح ملے دیکھے
کہ تم چنا تکہ بودم تو چنا تکہ می نمای	روئے تم: دستی را چہ تغا و تست با ہم

دل جان وستان اگر مقام خویش گزینی  
 تو بخویدی پسندی کہ بہ خانہ در نیانی؟  
 بہ بزلے جرم عشقت تیغ تیز اعدا  
 رگ گردنم جدا شد رگ جان من کجانی؟  
 مرا حال سننے والے جو تم نہیں تو کیا ہے  
 یہ مرا سکوت بہیم یہ تون کی کبریائی  
 یہ تم کے کاغذ نے، یہ حرم کے کارنامے  
 سر وستان سلامت کہ تو خجور دانی  
 مجھ لعل موع عینی و النار فی یسب  
 یا و اھب الشفاء صابر الداء دانی  
 اعداء نابلاء قد سلطوا علیک  
 فارحم علی العباد و یا دافع البلاء  
 داسی میں تم تھاکے در و پھرت ہیں تاکے  
 انوخت بہ موت بھریو تو بہ لاج ہوتا فی  
 پیان ٹپون میں جا، دشمن ہو ہے دکھا جا  
 برا کا دکھ کٹھن نت بے سہانہ جانی  
 ہم تیری راہ بھولے ہی یہ درست لیکن  
 کب چشم عاشقی کو دیتا ہو کچھ دکھانی  
 پھر تیرے پاس پہنچیں گھٹے ہوئے جبین ہم  
 رہ رہنے ہمارا پھر داغ آشنا فی  
 لے صبر جو اوست آہستہ بلکہ محرام  
 کہتے ہیں جگو مسلم ہو وہ شمع آشنائی  
 آئین تو آنے والے کس فی تلاش حق میں  
 اسلام میں ہوا بتک وہی جوب کہ لائی



## نجمان زندان

(۵)

بان مں کراہل ہوس چشم نکلے زندان  
 تیری زنجیر میں ہے نور چراغ دوران  
 کچھ کسی کو جو نہیں کج سو جھانی دیتا  
 یہ ہو آگوشہ نشین، ہو گیا مار یک جہان  
 بچھڑ کر پوچھو نہ کچھ نام و نشان تو اسکا  
 چشم دروازہ ہو، او قلب بے رہنے کا مکان  
 نام ہے بندہ حق کام فروزندہ حق  
 مہربانہ حق اسکے جبین کا ہو نشان  
 اب کبھی بند نہیں جھوٹ کی شیرینی سے  
 تلخی حق سے کشادہ ہیں مگر کام دہان  
 اٹھ پی خلق خدا، یہ جو ہر کچھ بد نام  
 بن گیا شہرہ حق رہا سداہ ایمان  
 شوق تسلیم و رضا میں جوادھر آ نکلا  
 بڑھ گیا جادہ حق سے ہے خیال دان

بیٹھ بیٹھے جو یہ پیشانی پر پل آیا ہے  
 لکھ دیا غیرت بیتاب نے "قول مردان"  
 تجھ کو معلوم نہیں رازِ حقیقت شاید  
 بے زبانی کا کیا تو نے خموشی پیمان  
 دیکھ! پروانہ بیتاب کی جانبازی کو  
 شمع محفل میں نظر کر اثر سوز نہان  
 ایک ہی درد محبت کے یہ دونوں ہیں مریض  
 یہ کہ خود شمع ہو اور آپ ہی پروانہ ہے  
 خود ہی شاہد اگر خود ہی بنا ہے مشہود  
 خاں شکیبے کا سہل میں چھپا شکل ہے  
 بیقراری میں جو آں اُسی اُٹھ جاتی ہے  
 دیکھ کر سلسلہ طوق و سلاسل میں باسیر  
 اسکی ہر جنبش لب، ملک اثر کی تسخیر  
 تجھ کو لے غافل نا فہم خبر ہو کہ نہیں  
 اسکے ہر دم میں ہر اعجازِ مسیح دوران  
 بڑھ گئی وحشتِ دل، اہل جان کی شاید  
 چلے آتے ہیں لیے تحفہ، تار و امان  
 یہ سمجھ لے کہ سمجھنے کی ابھی فرصت ہے  
 پردہ ابرین کبتک ہے مہرِ تابان؟

ظلمتِ مطلقہ زبان کا دہل پھٹ جا  
پھر نہ ہو جو و فکین تارِ شاہ کنعان  
لاکھ تیرے بندِ شمعِ اعضا کے لیے  
کبتِ ممکن ہو، کبھی دردِ ہونٹ سے پنہان؟  
دستِ تاثیر نے دم بھر مینا اُڑائے پرستے  
خاک و گودون کا ہو گواصلہ و کتبان  
تو بھی اب سمجھتے ہوئے قلب کو روشن کر لے  
ورنہ یہ شمع کہاں، نور کہاں ات کہاں

مہتاب کا شانہ، تو طاقتِ تہا نے ہست

شکر گزار تیرا از قدسِ شانے ہست







## عید کا چاند و چکر

جنون کا جوش بھی ہر آپکا خیال بھی ہے  
 بقدر بہت دل بھر بھی وصال بھی ہے  
 کہا یہ مہر جان سوز سے قیامت نے  
 جسے عروج کبھی ہوا سے زوال بھی ہے  
 زبان پہ مہر خموشی ہو پاؤں میں زنجیر  
 جو کچھ اسی سال قیامت ہے اکی سال بھی ہے  
 یہ سر ہے اپنی جگہ پر بنا ہے بیم و امید  
 کہ شکل زیت بھی ہو دشمن ہو مال بھی ہے  
 گلے پہ تیغ ہے رخ کی طرف نگاہ کرم  
 ستم کا شوق بھی ہو پریش مال بھی ہے  
 عوض میں موش کے ساغر و مے تو نکتہ چین  
 لہو کا گھونٹ جو پیر سے طلال بھی ہے  
 زمین ہی نہیں دشمن تھے ایسرن کی  
 شاہو تیغ کف چرخ پر حلال بھی ہے

رکھو نہ ہاتھ تسلی کا دل جڑوٹ گیا کہ زخمِ یاس کا دنیا میں اندمال بھی ہے  
 جیسے پرائے نکلے شکر ہے تو میں سمجھا ہوں کہ آئینہ میں دکھانے کو ایک بال بھی ہے  
 تمہیں تباہ کر دین اور کس سے دونوں شبیہ تمہارے جو جفا کی کہیں مثال بھی ہے  
 کھڑی ہو ضبط کی دیوار دل سے تباہ زبان نکلیں کبھی شکوؤں کی مجال بھی ہے  
 دم شمار تم دیدگان یہ یاد رہے کہ اک سیر تراہیں سر و بلال بھی ہے  
 یہ کہ کے بسیل تیغ جفائے دم توڑا کیے پر اپنے کبھی تم کو انفعال بھی ہے؟  
 کہیں ٹپ ہے کہیں نالہ ہائے ہر گداز تمہاری زم زم میں کچھ حال بھی ہو حال بھی ہے  
 لوشن سڈن کا کتا ہی چھپ کے دامن سے ہے خیال کہ اسکا کوئی مال بھی ہے



نیم صبح گلستانِ بن بھیجے والے نفس میں اپنے ایسٹرن کچھ خیال بھی ہے  
 ستم کی چھیر ہے جو ساد نے یہ رحم کیا کہ حبش پر پرواز اب محال بھی ہے  
 ستارے کھول کے دلِ استانِ غم کیسے  
 حرفِ حرف کا اسکو مے خیال بھی ہے

ان

اس کتاب کی خطی  
حسب نثار ایکٹ ۵۲ء  
عمل میں آئی ہے کوئی صاحب اجازت  
مصنف قصد چھاپنے یا چھپوانے کا  
نہ کرے

جس کتاب پر مصنف نے ہر از خط  
نبودہ سرور قلمی  
جائیگی